ڈاکٹر طاہر طیب

شعبہ اردو

پاکستانی سکول و کالج، شارجہ

مشفق خواجہ کی مخطوط شناسی

Mushfiq Khwaja is well known researcher at present age. He researched Catalogue, containing was called "Jaiza-i-Makhtutat-i- Urdu"

He edited two volumes of "Tazkira -i -Khush Marka-i-Zaiba". His more highlighted efforts which can be presented as an example for the present researchers. This essay is a discussion about his efforts and contributions to the Urdu literature.

مشفق خواجہ کو مخطوطہ شناسی میں اہم مقام حاصل تھا وہ پاکستان کے ان محققوں اور ادیبوں میں سے تھے جنھیں ان کی ادبی کارناموں کی وجہ سے نہ صرف پاکستان بلکہ ہندوستان میں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ عظیم محقق بہترین کالم نگار اور اعلیٰ پائے کے شاعر بھی تھے۔ بقول ڈاکٹر فخر الحق نوری:

"وہ سنجیدہ علمی و ادبی حلقوں میں اپنے اعلیٰ انسانی اوصاف اور تحقیقی کارناموں کے حوالے سے بے حد قدر و منزلت کے حامل سمجھے جاتے تھے۔"(۱)

خواجہ صاحب کو علم و ادب کی روایت ورثے میں ملی تھی۔ تحقیق سے دلچسپی گھر کے علمی ماحول سے پیدا ہوئی۔ ان کے والد خواجہ عبدالوحید مختلف نوعیت کے علمی و ادبی کام انجام دیتے تھے۔ انھیں دیکھ کر خواجہ صاحب تحقیق کی طرف مائل ہوئے۔ زمانہ طالب علمی سے انھیں ادب سے لگاؤ تھا۔ دوران میٹرک انھوں نے پنڈت کیفی کی "تصنیف کیفیہ" پر ایک مضمون لکھا تھا۔ ایم اے میں "خود نوشت سوانح کا فن اور اردو میں اس کی روایت" کے موضوع پر انھوں نے ایک مقالہ تحریر کیا۔ اسی برس اقبال کی معروف کتاب "الاقتصاد" پر تحقیقی و تنقیدی نوعیت کا مضمون بھی لکھا۔ ان کی عملی زندگی کا آغاز ۱۹۵۷ء میں ہوا جب وہ انجمن ترقی اردو سے منسلک ہوئے۔ خواجہ صاحب انجمن ترقی اردو کی لائبریری میں اکثر جاتے تھے، وہاں ان کی ملاقات مولوی عبدالحق سے ہوئی۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق جوہر شناس تھے انھوں نے مشفق خواجہ کی قلمی کتابوں سے دلچسپی دیکھتے ہوئے مختلف نسخوں کے اقتباسات نقل کرائے۔ نسخوں کے ان اقتباسات کو دیکھ کر مولوی صاحب ان کی علمیت کے قائل ہو گئے۔ مشفق خواجہ کی ادبی شخصیت میں مولوی عبدالحق کی تربیت کا بہت دخل

رہا اور ان کی ذہنی تربیت میں شوکت سبزواری، شاہد احمد دہلوی، سید ہاشمی فرید آبادی، جوش اور شان الحق حقی وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

خواجہ صاحب بنیادی طور پر محقق تھے۔وہ انتہائی وسیع المطالعہ شخص تھے۔قدرت نے انھیں ذرخیز علمی و ادبی ذہن سے نوازا تھا۔وہ تحقیق میں مولوی عبدالحق کے پیروکار تھے۔مخطوط شناسی اور ادبی نوادرات کی تلاش اور پرکھ ان کی زندگی کا مقصد تھا۔انھوں نے پوری زندگی ادبی تحقیق کے لیے وقف کر دی تھی۔اس حوالے سے ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد رقمطراز ہیں:

"مشفق خواجہ کا نام اردو تحقیق کے حوالے سے درخشدہ ہے۔وہ اپنے ادبی کام کے حوالے سے ہمیشہ زندہ رہیں گے۔"(۲)

خواجہ صاحب کی زندگی ہمہ جہت تھی۔ایک دفعہ ڈاکٹر خلیق انجم نے خواجہ صاحب سے پوچھا کہ تحقیق شاعری اور کالم نگاری تینوں کام ایک دوسرے سے مختلف بلکہ کچھ حد تک متضاد ہیں۔آپ ایک ساتھ تینوں کام کیسے کر لیتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے اس کے جواب نہایت خوبصورت طریقے سے یوں دیا:

"میں تحقیق کے ذریعے بزرگوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں۔شاعری کرتا ہوں تاکہ خود اپنی ذات کو سمجھ سکوں اور کالم لکھتا ہوں تاکہ اپنے عہد کے ادیبوں اور ان کی تخلیقات کے بارے میں سچائیاں بیان کر سکوں۔"(۳)

مشفق خواجہ کو مخطوطہ شناسی کے فن سے گہری محبت تھی۔مخطوطات کو جمع کرنا ان کا شوق تھا۔انھیں مخطوطات پڑھنے میں کمال حاصل تھا۔حافظ محمود شیرانی کے بعد مشفق خواجہ کو مخطوط شناسی میں اہم مقام حاصل تھا۔بطور محقق "جائزہ مخطوطات اردو" اور" تذکرہ خوش معرکہ زیبا "دو ایسے کارنامے ہیں جنھیں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔جائزہ مخطوطات اردو کے حوالے سے ہم مشفق خواجہ کی مخطوطہ شناسی کا جائزہ لیں گے۔

جائزہ مخطوطات اردو اپنی نوعیت کا اعلیٰ ترین کام ہے اس سلسلے میں مشفق خواجہ جائزہ مخطوطات اردو کے بارے میں کہتے ہیں:

"اس کتاب کا بنیادی موضوع وہ اردو مخطوطات ہیں جو پاکستان کے مختلف سرکاری، غیر سرکاری اور ذاتی کتب خانوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔میں نے مخطوطات کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کرنے کے ساتھ مخطوطے کے دیگر نسخوں مصنف کے حالات اور ماخذ پر خاص توجہ دی ہے اس طرح یہ کام مخطوطات کی وضاحتی فہرست مرتب کرنے کی حد تک محدود نہیں رہا بلکہ ایک سوانحی و کتابیاتی جائزے کی صورت اختیار کر گیا ہے۔دوسرے لفظوں میں آپ اسے ایک ایسی کتاب کا حوالہ کہہ سکتے ہیں جن میں کتابوں اور ان کے مصنف کے بارے میں ہر طرح کی معلومات جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن یہ کام روایتی فہرست سازی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ۔میں نے متعدد کتابوں اور ان کے مصنفین کے بارے میں تحقیقی مسائل بھی چھیڑے ہیں اور کسی نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔"(۴)

مندرجہ بالا بیان میں جو کچھ خواجہ صاحب نے کہا اس کتاب "جائزہ مخطوطات اردو" کے مشاہدے کے بعد اس کی تصدیق ہوتی ہے۔انھوں نے بڑے پیمانے پر اس علمی و ادبی شاہ کار کام کا آغاز کیا ہے۔یہ ایک نہایت مخلص اور سنجیدہ کوشش ہے اور وہ اس کوشش میں پوری طرح کامیاب ہوئے ہیں۔یہ کتاب روایتی فہرست سازی کی کتاب نہیں ہے اس میں مصنفین اور ان کے تحقیقی کاموں کے بارے میں انتہائی اہم معلومات بڑی جانفشانی سے جمع کی گئی ہیں اور مختلف اختلاف آراء کی پوری طرح جانچ پڑتال اور چھان بین کرنے کے بعد خواجہ صاحب نے سلیقے اور طریقے سے ترتیب دی گئی ہیں۔

مشفق خواجہ نے ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی سرکاری، نیم سرکاری اور نجی کتب خانوں میں محفوظ قلمی نسخوں کی وضاحتی فہرست مرتب کرنے کا منصوبہ بنایا۔یہ کام دس جلدوں میں شائع ہونا تھا۔۱۹۷۹ء کو جائزہ مخطوطات اردو کی پہلی جلد مرکزی اردو بورڈ لاہور سے شائع کی۔

اس کتاب (جائزہ مخطوطات اردو) کی پہلی جلد میں تمام مخطوطات کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ اہم یا غیر اہم اور اس طرح ان مخطوطات کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کی گئی اور اس میں دلائل پیش کیے گئے ہیں کہ اس مخطوطے کے اور قلمی نسخوں کا وجود کہاں کہاں پایا جاتا ہے۔ان نسخوں کے بارے میں ممکن معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ اگر وہ مخطوطات کسی جگہ شائع ہو چکے ہیں تو ان مطبوعہ ایڈیشنوں کی تفصیلات بھی بیان کی گئی ہیں۔خواجہ صاحب نے مخطوطات کے مصنفین کے سوانح لکھے اور ان پر جو کتابیں اور مضامین شائع ہوئے ہیں ان کی فہرست بھی تیار کی ہے۔اس طرح یہ کتاب ان محققین کے لیے ایک سہولت ہے جو قدیم شاعروں اور ادیبوں پہ کام کرتے ہیں۔یہ کتاب تحقیق کے مصادر اور ماخذ کے باب میں اساتذہ کے لیے بھی کارآمد ہے۔یہ اپنی نوعیت کا بہترین اور تحقیقی کام ہے۔اردو مخطوطات پہ کام کرنے کی ضرورت اور اس کی اہمیت و افادیت کے بارے میں مشفق خواجہ کہتے ہیں:

"جب میں نے تحقیقی کام شروع کیا تو مجھے اس میں بڑی دقتیں پیش آئیں۔مثلاً میں نے کسی شاعر کے حالات جاننا چاہے اور یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ اس کے بارے میں اب تک کیا کچھ لکھا گیا ہے تو مجھے سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔پھر یہ معلوم کرنے کے لیے کہ کسی شاعر کے قلمی نسخے کہاں کہاں دستیاب ہوں گے، تواس سلسلے میں رہنمائی کے لیے کوئی بھی کتاب موجود نہیں تھی لہٰذا یہ سوچ کرکہ تحقیق کرنے میں جو دقتیں مجھے پیش آ رہی ہیں وہ دقتیں یقینا دوسروں کو بھی درپیش ہوں گی۔اس لیے میں نے" جائزہ مخطوطات اردو "پر کام شروع کر دیا۔اس کتاب کی افادیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ فرض کریں آپ ناسخ پر کام کرنا چاہتے ہیں تو میری یہ کتاب آپ کو بتائے گی کہ دنیا بھر میں ناسخ کے دیوان کے کتنے قلمی نسخے ہیں اور ان کی کیا کیا خصوصیات ہیں۔کس دیوان کے کتنے ایڈیشن چھپے ہیں۔غرض کہ ناسخ کے بارے میں قدیم تذکروں سے لے کر آج تک جتنے مضامین لکھے گئے ہیں۔ان سب کی تفصیل آپ کو اس کتاب

میں مل جائے گی۔اس طرح یہ میری کتاب محققوں کے لیے تحقیق کی راہ میں بہت سی آسانیاں اور سہولتیں پیدا کرے گی۔"(۵)

خواجہ صاحب کا یہ بیان صداقت کا آئینہ ہے۔انھوں نے جس محنت اور لگن سے ان مخطوطات پر کام کیا وہ ان کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔خواجہ صاحب نے تحقیقی مزاج کے پیشِ نظر انھیں مخطوطہ شناسی سے عبارت کیا جا سکتا ہے۔مخطوطات اور ادبی نوادرات کی تلاش ان کی ذہنی و علمی کاوش ہے۔بقول ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا:

"بظاہر خواجہ صاحب کا تحقیقی کام کم دکھائی دیتا ہے لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔صرف "جائزہ مخطوطات اردو" ہی ایسا کام ہے جو انھیں اردو تحقیق کی تاریخ میں زندہ رکھے گا۔"(۶)

مشفق خواجہ کی زندگی کا مقصد مخطوطہ شناسی اور ادبی نوادرات کی تلاش اور پرکھ تھا۔انھوں نے پوری زندگی تحقیق کے لیے وقف کر دی۔اگر جائزہ مخطوطات اردو کی تمام جلدیں جن کا منصوبہ خواجہ صاحب نے بنایا تھا اگر یہ مرتب ہو کر شائع ہو جاتیں تو اردو ادب کی تاریخ میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔جائزہ مخطوطات اردو کی پہلی جلد کی اشاعت آنے والے محققین کے لیے دعوت فکر ہے۔مشفق خواجہ نے اپنی تحقیقی اور علمی کاوش کے ذریعے سے ایک ایسا کام کیا ہے جو آنے والے محققین کے لیے مشعل راہ ہے۔تحقیق سے وابستگی اور دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے لیےایک نمونہ ہے۔جائزہ مخطوطات اردو تحقیقی اعتبار سے اعلیٰ اور منفرد کام ہے۔مخطوطات کے حوالےسےجب بھی کوئی بات کی جائے گی اس حوالےسےخواجہ صاحب کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

خواجہ صاحب مخطوط شناسی کے فن سےبخوبی واقف تھے انھیں یہ صرف مختلف رسم الخط کا علم تھا بلکہ مختلف زبانوں پر عبور بھی حاصل تھا۔انھوں نے تنہا جس محنت اور لگن کے ساتھ مخطوطات کا کام کیا وہ صرف ایک فرد کا کام نہیں تھا بلکہ ایک ادارے کا کام تھا۔اس سلسلے میں ڈاکٹر رشید حسن خان کہتے ہیں:

"بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ خواجہ صاحب نے تن تنہا وہ کام کر دکھایا ہے جو بظاہر ایک ادارے کا کام معلوم ہوتا ہے۔اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے ہاں یہاں دل لگا کر اور نظر جما کر کام کرنے کا جذبہ اور حوصلہ پایا جاتا ہے۔انھوں نے اب تک جو کام کیے ہیں وہ ان کی قابلِ رشک صلاحیت کے شاہد عادل ہیں۔انھوں نے اپنے آپ کو گروہ بندی سے اور ادبی و غیر ادبی جوڑ توڑ اور خفیف الحرکاتی سے دور رکھا ہے ، وہ حصول دنیا کے سلسلے میں ابھی تک ہوس کے اسیر نہیں ہو پائے ہیں اور علم وادب کی عظمت اور تحقیق کی صبر آزمائی کے قائل ہیں۔جسے جلوسوں کے دل کش ہنگاموں سے بھی وہ اپنے دامن کو ابھی تک بچائے ہوئے ہیں اور اپنے وقت کا زیادہ سے زیادہ حصہ پڑھنے لکھنے میں صرف کرتے ہیں۔ان وجوہ سے وہ مفید علمی اور تحقیقی کام کر سکے ہیں۔"(۷)

دل لگا کر او رنظر جما کر کام کرنے کا جذبہ اور حوصلہ خواجہ صاحب میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔جائزہ مخطوطات اردو دو سو مخطوطات کی ایک وضاحتی فہرست ہے۔جو سندھ کے متعدد سرکاری اور ذاتی کتب خانوں میں جو نسخے

موجود ہیں خواجہ صاحب نے ان نسخوں کو دنیا بھر میں بکھرے ہوئے دوسرے کتب خانوں کے نسخوں کے حوالے سے نشاندہی کی گئی۔یوں ان تمام نسخہ جات کی تفصیلات سامنے آ جاتی ہیں۔ان نسخوں کی کل تعداد ۸۷۷ ہے۔اُن کی تفصیل بھی فراہم کر دی گئی۔اس اعتبار سے اس ایک جلد میں تقریباً ہزار سے زائد مخطوطات کا ذکر بیان کیا گیا ہے۔یہ کتاب صرف فہرست سازی نہیں بلکہ ان میں موجود مخطوطات کے لکھنے والوں کی سوانحی و ادبی جائزے بھی پیش کیے گئے ہیں ۔اس میں کتابوں کے مصنفین کے بارے اہم اور ضروری معلومات فراہم کی گئی۔اس میں ہر مخطوطے کے مطبوعہ نسخوں کا ذکر کیا گیا ہے۔اگر وہ شائع ہوئے ہیں تو ان کی اشاعت کی تفصیلات اور تاریخ بھی فراہم کی ہے۔اس لحاظ سے یہ مخطوطے دیگر نسخوں اور مطبوعہ نسخوں کو ذیلی عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے تاکہ اہم معلومات فراہم ہو سکیں۔اس کتاب میں خواجہ صاحب نے ان مخطوطات کی ملکیتوں کے بارے میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ نسخے کس کتب خانے سے لیے گئے۔اسے کتب خانہ نمبر میں درج کیا گیا ہے اس کتاب میں خواجہ صاحب نے مخطوطات کی تمام معروضی تفصیلات درج کی ہیں۔انھوں نے خود ان کے ماخذ کے بارے میں بتایا ہے۔یہ کتاب مختلف کتب خانوں میں رکھی ہوئی کتب اور مخطوطات کے لیے رہنما کتب کی حیثیت رکھتی ہے۔خواجہ صاحب سے قبل اردو میں اسی قدر جامع اور مکمل کاوش نظر نہیں آتی ہے۔خواجہ صاحب جن تحقیقی مصادر کی نشاندہی کی وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ خواجہ صاحب سے قبل چند مثالیں ایسی ہیں جو صرف انفرادی موضوع کے تعلق یا فرد خاص کی تصنیف دستیاب ہیں ان میں امتیاز علی خان عرشی، ڈاکٹر مختار الدین آرزو، نصیرالدین ہاشمی، ڈاکٹر غلام محی الدین زوار، ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے نام قابل ذکر ہیں۔

کسی بھی مخطوطے کے مصنف کے حوالے سے مکمل اور جامع معلومات فراہم کرنے کا معیاری کام کم نظر آتا ہے۔خواجہ صاحب نے نہ صرف اس حوالے سے اعلیٰ پائے کا کام کیا بلکہ دوسرے محققین کے لیے راہ بھی ہموار کر دی ہے۔انھوں نے اس تحقیقی کام میں سلیقے، محنت، لگن اور وسعت مطالعہ کا ثبوت فراہم کیا اور تحقیق کے میدان میں نئے امکانات کو روشن کر دیا ہے۔اردو تحقیق کے لیے ایسی معاون و مددگار کتابوں کی ضرورت ہے جن کے ذریعے سے اردو زبان و ادب کے مختلف پہلوئوں پر تحقیقی کام کیا جائے جو محققین کے لیے معاونت اور رہنمائی کرنے، جدید دور میں اس کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔تحقیق کے اس دشوار گزار اور کٹھن راستے میں بعض اوقات تحقیقی کام کرنے میں کئی سال لگ جاتے ہیں۔مشفق خواجہ نے اپنی کئی سالوں کی تحقیق سے یہ کتاب جائزہ مخطوطات اردو مرتب کی۔اس حوالے سے ڈاکٹر معین الدین عقیل رقمطراز ہیں:

"جن محققین نے گزشتہ قریبی عرصے میں اردو تحقیق میں تلاش و جستجو اور معلومات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ متن کی ترتیب میں لیاقت اور محنت کا ثبوت دیا ہے ان میں مشفق خواجہ کا نام خاص اہمیت رکھتا ہے،بہت کم افراد میں بیک وقت تخلیق اور تحقیق کا اس قدر عمدہ امتزاج پیش کرتے ہیں۔جس کا اظہار مشفق خواجہ نے کیا ہے۔۔"[۸]

خواجہ صاحب نے قلمی نسخوں اور مخطوطات پر بڑی محنت اور جانفشانی سے حواشی تحریر کی۔ان میں بعض مخطوطات تو ایسے ہیں جنھیں پہلی مرتبہ منظر عام پر لایا گیا ہے۔اب یہ نسخے اس کتاب "جائزہ مخطوطات اردو "کے حوالے سے عام ہو گئے ہیں۔اس کتاب میں ایسے علمی اور تحقیقی انکشافات کیے گئے جن میں دیوان اختر، دیوان جویا، دیوان ظہیر، دیوان قدرت دوم اور دیوان مشتاق وغیرہ پہلی بار ادبی دنیا کے سامنے آئے ہیں۔ولی، میر حسن، انشا اور ناسخ کے مزید قلمی نسخے بھی دریافت ہوئے ہیں جو بلاشبہ خواجہ صاحب کی ہی علمی و ادبی کاوش ہے۔جائزہ مخطوطات اردو کے حوالے سے ڈاکٹر معین الدین عقیل کہتے ہیں:

"اس کام کے ذریعے سے مشفق خواجہ نے علمی و ادبی اور تاریخی موضوعات پر معلومات کی فراہمی میں کمال محنت، جانفشانی اور دقت نظر کا ثبوت دیا ہے۔دراصل وہ تحقیق کے نام پر جو کام کرتے ہیں اسے بڑے خلوص، مستقل مزاجی اور تلاش و تفحص سے انجام دیتے ہیں۔زیر نظر کاوش ان کا ایک مثالی تحقیقی کارنامہ ہے جو اردو تحقیق کے سرمائے میں قابلِ قدر اور یادگار اضافہ ہے اوراردو تحقیق کے مصادر اور ماخذ کے باب میں اولین جامع مستند اور مفید کارنامہ ہے،جس سے محققین اور اساتذہ ضروری استفادہ کرتے رہیں گے۔اپنی تحقیقی کاوش سے انہوں نے تحقیق میں اپنے سلیقے، محنت اور وسعت مطالعہ کا ثبوت فراہم کیا ہے۔۔۔"(۹)

اس طرح سے مشفق خواجہ کا دوسرا اہم کام تذکرہ" خوش معرکہ زیبا "جو سعادت خان ناصر کا ہے یہ تذکرہ ۱۲۶۲ھ(۱۸۴۶) ہجری میں مکمل ہوا تھا لیکن غیر مطبوعہ رہا۔اپنی ترتیب کے اعتبار سے دوسروں تذکروں سے مختلف ہے۔ اس تذکرے کے تین حصے ہیں ایسے شعرا کا جن کے اساتذہ اور شاگردوں کے نام معلوم ہیں انھیں پہلے حصہ میں بیان کیا گیا ہے۔جبکہ دوسرے حصہ میں وہ شاعر، جن کے اساتذہ اور شاگردوں کے نام معلوم نہیں، تیسرے حصے میں شاعروں کا ذکر اس کے چار نسخے موجود ہیں۔اس تذکرے کو مشفق خواجہ نے چاروں قلمی نسخوں کی مدد سے اختلاف نسخ کی نشاندہی کی ہے اس کے مقدمے میں خواجہ صاحب تذکرہ نگاری کی اہمیت مصنف کے حالات اور تذکرے کی خوبیاں اور خامیاں بیان کی ہیں۔یہ تذکرہ ترتیب و تدوین کی ایک مثالی کاوش ہے۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری اس تذکرے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"خوش معرکہ زیبا انیسویں صدی عیسوی کے وسط کا اہم تاریخی ماخذ ہے۔اس میں بعض ممتاز شعرا کے بارے میں سوانح اور سماجی زندگی کی نئی تفصیلات ہی نہیں ملتیں بلکہ ایسے متعدد شاعر ہیں، جن کے نام اور کام سے ہم صرف اس تذکرے کے ذریعے متعارف ہوتے ہیں۔معاصرین خصوصاً لکھنؤ میں مقیم اور علاقہ اودھ کے شعرا کے سلسلے میں یہ تذکرہ بہت معلومات افزاہے۔"(۱۰)

یہ تذکرہ دو جلدوں میں مقدمے کے ساتھ مجلس ترقی ادب لاہور نے ۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۱ء میں شائع کیا۔اس تذکرے میں ۸۲۴ شعراء کا ذکر ملتا ہے۔خواجہ صاحب نے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تذکرے جو کہ پٹنہ، لکھنؤ، علی گڑھ اور انجمن ترقی اردو کے ساتھ تقابل کر کے بڑی محنت اور جانفشانی مرتب کیا۔اس تذکرے کی خوبی یہ ہے کہ فارسی کی بجائے

اردو میں لکھا گیا ہے۔اس تذکرے میں شعراء کے حالات ان کی زندگی اور ادبی معرکے، ادبی اور سماجی معاشرتی فضا اور لطائف اور حکایات کا تذکرہ بھی کہہ سکتے ہیں۔اس سلسلے میں ڈاکٹر تنویر احمد علوی کہتے ہیں:

"انھوں نے ذہن کی جس پختگی اور تلاش و توازن کی جس مزاولت کا ثبوت بہم پہنچایا ہے اس کا اندازہ اس تذکرے کے طویل مقدمے اور اس کے ساتھ شامل تحقیق نامے سے ہوتا ہے۔تعلیقات اور مختلف مسائل و مباحث علمی گفتگو کے لیے" تحقیق نامے"کا یہ اصطلاح بھی خود مشفق خواجہ کی ہی ایک دین ہے۔"(١١)

مشفق خواجہ نے تذکرہ "خوش معرکہ زیبا"اور "جائزہ مخطوطات اردو"میں جس تحقیقی، علمی و ادبی کاوش کا ثبوت دیا ہے۔وہ بلاشبہ اپنی مثال آپ ہے۔مشفق خواجہ کے بارے میں ڈاکٹر خواجہ محمد زکریاکہتے ہیں:

"خواجہ صاحب ادبی تحقیق کے کام میں بہت بڑا نام تھے۔انھوں نے تحقیق وتدوین کا جتنا بھی کام کیا وہ محققین کے لیے ایک "ماڈل"کی حیثیت رکھتا ہے۔"(١٢)

اس آراء کی روشنی میں یہ بعد روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ خواجہ صاحب تحقیقی،علمی اورادبی میدان میں اپنی مثال آپ تھے۔بلاشبہ خواجہ صاحب کا نام اردو کے اہم مخطوط نگاروں میں سرفہرست ہے۔انھیں مخطوط شناسی کے فن میں مہارت حاصل تھی۔

حوالہ جات

١۔　عمران نقوی، چراغ زندگی ہو گا فروزاں ہم نہیں ہوں گے (اہل قلم کے تغیرات نامے)، مشمولہ، "مشفق من خواجہ
من خواجہ
من، مرتب ، محمد عالم مختارِ حق،بک مین، لاہور، ٢٠٠٦ء ص٢٠٣

٢۔　ایضاً

٣۔　خلیق انجم، ذکر خیر مشفق خواجہ کا، مشمولہ مشفق خواجہ۔ایک مطالعہ، مرتبہ خلیق انجم، ماہنامہ کتاب نما، جامعہ نگر نئی دہلی، ٢٥ طبع اول، دسمبر ١٩٨٥ئ، ص١٤

٤۔　رشید حسن خان، جائزہ مخطوطات اردو، مشمولہ مشفق خواجہ ایک مطالعہ، مرتبہ خلیق انجم، ص٧٨

٥۔　طاہر مسعود، مشفق خواجہ ایک انٹرویو، مشمولہ مشفق خواجہ ایک مطالعہ، مرتبہ خلیق انجم، ص٣٠

٦۔　خواجہ محمد زکریا، ڈاکٹر، مشفق انسان، لاجواب محقق، مشمولہ ،مشفق من خواجہ من ، مرتب محمد عالم مختار حق ، بک مین، لاہور، ٢٠٠٦ء ص٣٨

٧۔　رشید حسن خان،جائزہ مخطوطات اردو،مشمولہ ،مشفق خواجہ ایک مطالعہ،مرتبہ،خلیق انجم، ص ٧٩،٧٨

٨۔　معین الدین عقیل، ڈاکٹر، "اردو تحقیق صورت حال اور تقاضے"، مقتدرہ قومی زبان ،پاکستان، اسلام آباد ٢٠٠٨ئ،،ص٣٥٢

۹۔ ایضاً، ص۳۵۶

۱۰۔ فرمان فتح پوری،ڈاکٹر ،”اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری“، مجلس ترقی ادب ،لاہور،۱۹۷۲ء ،ص۳۳۸

۱۱۔ تنویر احمد علوی، ڈاکٹر، مشفق خواجہ معبدِ تحقیق کا سنگ تراش، مشمولہ ،مشفق خواجہ ایک مطالعہ،مرتبہ، خلیق انجم، ص۵۹

۱۲۔ عمران نقوی، چراغ زندگی ہو گا فروزاں ہم نہیں ہوں گے (اہل قلم کے تغیرات نامے)، مشمولہ، ”مشفق من خواجہ من،

مرتب ،محمد عالم مختارِ حق،بک مین، لاہور، ۲۰۰۶ء ،ص۲۰۲